Al-Qawārīr - Vol: 07, Issue: 02,
Jan – Mar 2026

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

خواتین سے خطاب کا نبوی منہج:

سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں تعلیمی، اصلاحی، معاشرتی اور عائلی جہات کا تجزیاتی مطالعہ

The Prophetic Methodology of Addressing Women:

An Analytical Study of Educational, Reformative, Social, and Family Dimensions in the Light of the Prophetic Seerah

Sabahat
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Faisalabad, Pakistan.
Dr. Khalid Mahmood Arif
HOD / Associate Professor, Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Faisalabad, Pakistan.
khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk
Maria Shafique
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Faisalabad, Pakistan.

ABSTRACT

The topic "The Prophetic Methodology of Addressing Women" examines the communication principles, ethical foundations, and educational strategies employed by Muhammad (ﷺ) in his interactions with women. Far from marginalizing women, the Prophetic model reflects dignity, intellectual recognition, emotional sensitivity, and spiritual empowerment. This study analytically explores relevant traditions from Hadith literature and Seerah narratives to identify the distinctive features of the Prophet's approach. The research highlights several core dimensions of the Prophetic methodology: direct and respectful engagement, allocation of specific teaching sessions for women, encouragement of questioning and dialogue, consideration of psychological and

Seerat Chair Gender Studies & Women Rights,
Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
© The Authors. No conflict of interest declared.
This is an open access work licensed under a **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

social circumstances, and clear guidance on religious and legal matters affecting women's lives. The Prophet (ﷺ) responded to women's concerns with patience, clarity, and compassion, establishing an inclusive educational environment that acknowledged their active role in society. Furthermore, the study compares the normative Prophetic model with certain contemporary cultural practices in Muslim societies, identifying disparities between authentic Islamic teachings and inherited customs. By revisiting the Prophetic approach, the research proposes a framework for contemporary educators, preachers, and community leaders to foster constructive gender discourse rooted in Islamic principles. This study ultimately argues that understanding and applying the Prophetic methodology can significantly contribute to educational reform, ethical communication, and balanced gender relations in modern Muslim communities.

Keywords: *Prophetic Methodology, Women in Islam, Seerah Studies, Gender Relations, Islamic Communication, Hadith Literature, Islamic Pedagogy*

نبی کریم ﷺ کے سیرت کا مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ رحمت اللعالمین اس جہان کے لیے سراپا رحمت اور شفقت بن کر آے ہیں۔ آپ ﷺ کی آمد نے خاص کر خواتین کو ان کا وقار اور رتبہ دلایا۔ جہاں خواتین کو ایک بوجھ سمجھا جاتا تھا وہاں آپ ﷺ نے خواتین کی اہمیت بتائی۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر قرآن وسنت کی روشنی میں لانا تھا۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ"[1]

"اور ہم نے آپ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔"

آپ ﷺ کی یہ رحمت صرف مردوں کے لیے نہیں بلکہ تمام جہان والوں کے لیے ہے جس میں مرد و عورت بچے و بوڑھے سب ہی شامل تھے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ اس بات کی بھرپور گواہی دیتی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی تعلیم و تربیت میں خواتین کو نظر انداز نہیں کیا۔ بلکہ ان کی فطرت، جذبات اور طبیعت کا خاص خیال رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے خواتین سے براہ راست اور بلاواسطہ خطاب فرما کر تعلیم دی۔ ان خطابات میں تعلیم و تربیت، اصلاح معاشرہ، اخلاقی روحانی بلندی، خانگی زندگی کے متعلق دلائل اور احکامات وغیرہ شامل ہیں۔ اسلام نے عورت کو صرف گھر تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ گھر کے باہر حدود میں رہ کر بھی عورت کو کام دیئے تا کہ وہ معاشرے میں بھی اپنے کارنامے سرانجام دے سکے۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات سے واضح علم ہوتا ہے کہ عورت کو گھر تک ہی محدود نہیں رکھا گیا کہ وہ شوہر کی خدمت کرے اور بچوں کی پرورش کرے۔ اس کے برعکس وہ اسلام میں اسے سماجی، معاشی اور دینی خدمات کے ذریعے ایک مکمل امت کی تشکیل میں کردار ادا کرتی ہے۔ یہ

تمام پہلو سنتِ نبوی ﷺ میں خواتین کے ساتھ تعلق اور خطاب کو واضح کرتے ہیں۔اسی فکری اور تاریخی تناظر میں زیرِ نظر آرٹیکل سنتِ نبوی ﷺ میں خواتین سے خطاب کے نبوی منہج کو نمایاں کرنے کی ایک ادنیٰ کاوش ہے۔

مبحث اول: خواتین سے خطابِ نبوی ﷺ۔ تعلیم، اصلاح اور نفسیاتی و معاشرتی پہلو

1. نبی ﷺ کا خواتین سے خطاب میں اصلاح اور تعلیم کا پہلو

دنیا بھر میں خواتین اپنے حقوق کی جدوجہد میں مصروف نظر آتی ہیں۔اگر اس صورتحال کا جائزہ لیا جائے اور کشادہ دل اور انصاف کے ساتھ اس معاملے کو دیکھا جائے تو ایک طرح سے ان کی جدوجہد درست ثابت ہوتی ہے۔خواتین کو وہ معاشرتی عزت، تحفظ اور سماجی مقام حاصل نہیں جو عورت کو ہونا چاہیے۔ عصر حاضر میں خواتین ایسی استحصال اور آزمائشوں میں مبتلا ہیں جس سے ان کی عزت اور عزت نفس کم تری کا شکار ہیں۔خواتین کو جنسی، نفسیاتی اور جسمانی طور پر حوس کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ خاص طور پر نوعمر کی بچیاں درندگی کا نشانہ بنتی ہیں۔جو اس معاشرے کی کمزوری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ایسے میں اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کرے تو اسلام کا دیا ہوا تصور ہی قابل قبول ہے۔اسلام نے معاشرے کو ایک عظیم تصور دیا جس میں عورت کو اس وقت عزت اور احترام دیا گیا جب دنیا کے مختلف حصوں میں عورت کو زندہ ہی مار دیا جاتا تھا۔اسلام نے مرد و عورت کو مساوی رکھا دونوں کو عزت و تکریم بخشی۔اسلام نے نہ مرد و عورت دونوں کا مذاق بنانے سے منع فرمایا۔دینِ اسلام نے بنی آدم کو عزت دی جس کا ثبوت قرآن پاک میں بھی ہے:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ"[2]

"اور البتہ تحقیق ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔"

یہ عزت مرد اور عورت کو دونوں کو حاصل ہے۔کہی پر بھی یہ نہیں کہ عورت کا کم احترام کیا جائے اور مرد کا زیادہ، ہاں البتہ ضرور مرد کو ذمہ داریوں میں قوام حاصل ہے۔نبی کریم ﷺ کا خواتین سے گفتگو کا انداز بہت مہذب تھا۔ آپ ﷺ باوقار انداز میں، باحیاء اور مخلص ہو کر خواتین سے بات چیت کرتے تھے۔ آپ کی آنکھوں میں خواتین کے لیے حیا نمایاں تھی۔ آپ ﷺ جب خواتین کو تعلیم دیتے تو آپ ﷺ کا مقصد صرف دینی تعلیم دینا ہی نہ ہوتا بلکہ آپ ﷺ خواتین کی ذہنی سطح و معیار کا بھی خیال رکھتے تھے۔خواتین کی عزت نفس بھی مجروح نہ کرتے اور معاشرے میں ان کا اچھا مقام اور رتبہ بھی قائم دائم رہتا۔

2. نبی ﷺ کا خواتین سے براہ راست خطاب

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کے عید گاہ جانے کے دو مقاصد تھے۔ایک یہ کہ وہ نماز میں شریک ہوں اور اس کے بعد خطبہ سنیں،

جس سے ان کی دینی معلومات میں اضافہ ہو اور ان میں احکام شریعت پر عمل کرنے کا جذب ابھرے۔ اسی مقصد کی خاطرہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ نماز اور خطبے سے فارغ ہو کر عورتوں کے مجمع کی طرف تشریف لے جاتے تھے اور ان کے درمیان بھی وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو صدقہ کرنے کی تلقین فرمائی کیونکہ صدقہ گناہوں کفارہ ہے اور صدقہ کرنے سے دل بھی نرم ہوتے ہیں۔ ساتھ ان کی کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی تاکہ وہ اپنی کردار سازی کر سکے۔

اس خطاب کا یہ اثر ہوا کہ خواتین نے فوراہی اپنے زیورات صدقہ کے لیے اتار دیئے اور اس میں کسی بھی قسم میں ان قباحت پیدا نہ ہوئی اور نہ ہی انہوں نے ٹال مٹول کیا کہ وہ اپنے قیمتی زیورات کو اللہ کی راہ میں قربان کر ڈالے۔ یہ ہے اسلام کی عظیم خواتین جنہوں نے حکم سنتے ہی فوری سمعنا واطعنا کیا۔ یہ ان کے ایمان، اطاعت، اخلاص اور اطاعتِ رسول ﷺ سے محبت کی علامت ہے۔ نبی ﷺ نے محبت اور شفقت کے ساتھ رہنمائی فرمائی جس کی وجہ سے فوری ہی ردِ عمل واضح ہو گیا۔ خواتین میں بھی احساسِ ذمہ داری پیدا ہوئی اور انہوں نے عمل کیا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «قَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ خَطَبَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ، فَذَكَّرَهُنَّ، وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ، وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ، يُلْقِي فِيهِ النِّسَاءُ الصَّدَقَةَ.» قُلْتُ لِعَطَاءٍ: زَكَاةَ يَوْمِ الْفِطْرِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ حِينَئِذٍ، تُلْقِي فَتَخَهَا وَيُلْقِينَ، قُلْتُ: أَتُرَى حَقًّا عَلَى الْإِمَامِ ذَلِكَ وَيُذَكِّرُهُنَّ؟[3]

"جابر بن عبد اللہؓ کو میں نے یہ کہتے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کی نماز پڑھی، پہلے آپ ﷺ نے نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ دیا جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو گئے تو اترے اور عورتوں کی طرف آئے پھر انہیں نصیحت فرمائی آپ اس وقت بلالؓ کے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھے، بلالؓ نے اپنا کپڑا پھیلا رکھا تھا جس میں عورتیں صدقہ ڈال رہی تھیں۔ میں نے عطا سے پوچھا کیا یہ صدقہ فطر کے دے رہی تھیں، انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ صدقہ کے طور پر دے رہی تھیں، اس وقت عورتیں اپنے چھلے وغیرہ برابر ڈال رہی تھے۔"

نبی ﷺ نے مردوں کو خطبہ دیا اور پھر اس کے بعد خواتین کے پاس گئے اور انہیں نصیحت فرمائی۔ نبی ﷺ کا یہ عمل اس بات کا ثبوت ہے کہ خواتین کو بھی ہدایت دی جاسکتی ہے۔ اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ نبی ﷺ نے خواتین کو صدقہ کی نصیحت فرمائی اس دور میں خواتین کا یہ عالم تھا کہ ان پر نصیحت اس قدر اثر انداز

ہوئی کہ انہوں نے مال کے ساتھ ساتھ اپنا زیور بھی صدقہ کر دیا اور کسی عار کا مظاہرہ نہ کیا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا: ہم سے ایوب نے حدیث بیان کی انھوں نے کہا میں نے عطائی سے سنا انھوں نے کہا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

" أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ ثُمَّ خَطَبَ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعْ النِّسَاءَ فَأَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ وَبِلَالٌ قَائِلٌ بِثَوْبِهِ فَجَعَلَتْ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخَاتَمَ وَالْخُرْصَ وَالشَّيْءَ"[4]

"میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں شہادت دیتا ہوں آپ نے نماز عید خطبہ سے پہلے پڑھی پھر آپ نے خطبہ دیا پھر آپ نے دیکھا کہ آپ نے عورتوں کو اپنی بات نہیں سنائی تو آپ ان کے پاس آئے اور ان کو یاددہانی فرمائی یعنی کہ تلقین فرمائی اور انھیں نصیحت کی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا اور بلال اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے کوئی عورت اس کپڑے میں انگوٹھی پھینکتی تھی کوئی حلقے دراز زیور چھلے بالیاں کڑے کنگن اور کوئی دوسری چیزیں ڈالتی تھی۔"

عصر حاضر میں بھی اس حدیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ آج کے فتنے کے دور میں بھی امام صاحب خواتین کو خطاب کر سکتے ہیں اور انہیں نصیحت فرما سکتے ہیں اور خواتین بھی صدقے میں پہل کرے اور صدقہ و خیرات کیا کریں۔ عبد الملک بن ابی سلیمان نے عطائی سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا:

"شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيدِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَحَثَّ عَلَى طَاعَتِهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضَى حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ فَقَامَتْ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ قَالَ فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِينَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ "[5]

"میں عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے خطبے سے پہلے اذان اور تکبیر کے بغیر نماز سے ابتدا کی پھر بلالؓ کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے اللہ کے تقوے کا حکم دیا اس کی اطاعت پر ابھارا لوگوں کو نصیحت کی اور انہیں دین کی بنیادی باتوں کی یاددہانی کرائی پھر چل پڑے حتیٰ کہ عورتوں کے پاس آگئے اور نہیں وعظ و نصیحت کی تلقین کی اور فرمایا صدقہ کرو تم میں اکثر جہنم کا ایندھن ہیں عورتوں کے درمیان سے ایک بھلی سیاہی مائل رخساروں والی عورت نے کھڑے ہو کر پوچھا: اللہ کے

رسول ﷺ! کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ تم شکایت بہت کرتی ہو اور اپنے رفیق کی ناشکری کرتی ہو، جابرؓ نے کہا کہ اس پر عورتیں اپنے زیورات کا صدقہ کرنے لگیں وہ بلال کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور انگھوٹھیاں ڈالنے لگیں"

اس حدیث میں ایک خاص پہلو جس میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ "صدقہ کیا کرو تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں"۔ اسلام نے عورت کو حقیر نہیں ٹھرایا بلکہ ان کے اخلاق کی اصلاح کی کہ وہ اپنے اخلاق کو سنوارے اور اپنی ناشکری کی وجہ سے اپنی ازدواجی زندگی کو خراب نہ کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے۔ اور خواتین سے کہا کہ صدقہ کیا کرو اس کا مطلب ہے کہ عورت اپنے ذاتی پیسوں سے بھی صدقہ کر سکتی ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ صدقہ جہنم کی آگ سے بچاتا ہے اور اگر کسی خواتین نے اپنے شوہر کی ناشکری کی یا اس کی دل آزاری کی تو صدقہ کر کے اپنے اعمال کی درستگی کر سکتی ہیں۔ اللہ پاک نے

"اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّئَاتِكُمْ"[6]

"اگر تم صدقہ ظاہر کر کے دو تو بھی تمہارے لیے اچھا ہے اور اگر تم چھپا کر فقیروں کو دو تو وہ بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور وہ تم سے تمہارے برائیوں کو دور کر دے گا۔"

اس آیت میں اللہ نے صدقہ کی تلقین کی ہے۔ صدقہ چھپا کر اور ظاہر ا دونوں طرح سے دیا جا سکتا ہے۔ صدقہ کا فائدہ یہ ہو گا کہ اللہ گناہوں کو مٹا دے گا۔ نبی ﷺ نے خواتین کو جہنم میں دیکھا تو وہاں سے بری الزمہ ہونے کے لیے ایک طریقہ صدقہ بتا دیا گیا ہے۔

3. خواتین کے سوالات کا حکیمانہ اور تربیتی جواب دینا

اسلام نے خواتین کو اپنی دینی اور دنیاوی شخصیت کو نکھارنے کے لیے سوالات و جوابات کی اجازت دی ہے۔ عہدِ رسالت میں خواتین نبی ﷺ کے سامنے اپنے گھریلو مسائل لے کر آجایا کرتیں اور نبی ﷺ کے سامنے پیش کرتیں اور آپ ﷺ ان کو حل بتا دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے خواتین کے اندر اس قدر اپنا اعتماد و بھروسہ پیدا کیا ہوا تھا کہ آپ ﷺ کے سامنے کسی بھی طرح کا سوال پوچھ لیتی تھی۔ جس میں حیض و نفاس، طہارت و پاکی وغیرہ سب شامل ہوتا تھا۔ آپؐ خواتین کے سوالات بھی غور سے سنتے اور پھر ان کے دینی و علمی رہنمائی فرماتے اور ان کے علم سیکھنے کے جذبے کو بھی سراہتے تھے کہ خواتین اپنے دین کے معاملے میں مردوں سے زیادہ سنجیدہ دیکھائی دیتی ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے احتلام کے غسل کے

متعلق سوال کیا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا، کیا احتلام سے عورت پر بھی غسل لازم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا رَأَتِ المَاءَ "[7]

"کہ ہاں جب عورت پانی دیکھ لے (یعنی کپڑے وغیرہ پر منی کا اثر دیکھ لے)"

4. نبوی سنت ﷺ میں خواتین کی تعلیم وتربیت

نبی کریم ﷺ نے خواتین کو تعلیم وتربیت کی ترغیب بھی دی۔ آپؐ ازواج اور صحابیات کو طہارت، اخلاقیات، عبادات اور دینی مسائل کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ ازدواجی مسائل کے متعلق بھی تعلیم دیا کرتے تھے۔ حضرت اسمائ بنت یزید، حضرت عائشہ اور دیگر خواتین نے آپ ﷺ سے براہ راست علم سیکھا اور آپؐ نے انہیں دوسری خواتین کو سکھانے کا بھی حکم دیا۔ امام زہری فرماتے کہ اگر تمام صحابہ کی روایات کو جمع کر لیا جائیں تو عائشہ کی علمی گہرائی پر فوقیت نہ پائیں گی۔ ابو سعید خدری نے کہا:

"جاءت امراة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: يا رسول الله، ذهب الرجال بحديثك، فاجعل لنا من نفسك يوما ناتيك فيه تعلمنا مما علمك الله، فقال: اجتمعن، في يوم كذا وكذا في مكان كذا وكذا، فاجتمعن، فاتاهن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فعلمهن مما علمه الله"[8]

"ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ کی تمام احادیثیں مرد لے گئے، ہمارے لیے بھی آپ اپنی طرف سے کوئی دن مقرر فرمادے فرمادے میں ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں وہ تعلیمات دیں جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں دن فلاں جگہ پر جمع ہو جاؤ، چنانچہ عورتیں جمع ہوئیں اور آپؐ ان کے پاس آئے اور خواتین کو سکھایا جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سکھایا"

نبیؐ کا ایک بخوبی انداز نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ سوال کرنے پر آپؐ نے انہیں ڈانٹا نہیں، آپؐ نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور ان کے لیے تعلیم کا دن بھی مقرر فرمایا۔ عورت معاشرے کا پہلا استاد ہے، اس لیے عورت کی تعلیم وتربیت پورے معاشرے کی تربیت ہے۔ علم عورت کے پورے خاندان کو سنوارتی ہے، پھر جس کا اثر معاشرے میں پھیلتا چلے جاتا ہے۔ عورت کی فکری صلاحیت پڑوان چڑھتی ہے اپنی ذمہ داریوں کو احسن انداز سے پورے کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

5. خواتین کے جذباتی ونفسیاتی پہلوؤں کا نبوی ادراک

اسلام سے پہلے عورت کے ساتھ جس طرح کا سلوک کیا جاتا تھا نبی ﷺ نے اس برے سلوک کو روکا اور عورت کے ساتھ حسنِ سلوک اور عزت کا حکم دیا۔ نبی ﷺ نے عورت کے ساتھ مقابلہ بازی سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کے اقوال اور افعال سے خواتین کے ساتھ کس طرح کا سلوک رواں کرے گے۔ عورت کے ساتھ خطاب اور تعلق نے نبوی حکمت کو واضح فرمایا ہے، آپ ﷺ نے عورت کے جذباتی ونفسیاتی پہلو کو ہمیشہ مد نظر رکھا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنی احادیث میں خواتین کی تکریم وتوقیر کی تعلیم دی، ان کے ساتھ عفوو درگزر کا معاملہ کرنے کا حکم دیا، ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ نبوی خطاب نے اس طرز کو واضح فرمایا کہ انہیں معاشرے میں عزت دی جائے۔ سنت نبوی کا یہ پہلو دراصل اسلامی معاشرت کی بنیادی حیثیت ہے۔ نبی ﷺ نے ایک عملی ہدایت دی جو عورت کے نزاکت اور حساسیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس میں عورت کے ساتھ ے تشدد سے روکا اور دوسرا یہ کہ عورت کی فطری خصوصیات کو بدلنے سے نقصان ہی اٹھاؤ گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا:

"اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ المَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلاَهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ"[9]

"عورت پسلی کی طرح ہوتی ہے۔ اگر اسے سیدھا کروگے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر اسی طرح اس سے استفادہ کرنا چاہو تو استفادہ کرسکتے ہو، کیونکہ اس کے اندر ٹیڑھا پن موجود ہے۔"

6. سنتِ نبوی ﷺ میں خواتین کا معاشرتی مقام وحکمت

نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے خواتین کو معاشرے میں کوئی حیثیت نہ تھی۔ لوگ حقیر نگاہ سے دیکھتے تھے۔ عورت کو صرف ایک ملکیت سمجھا جاتا تھا، نہ اس کی رائے کو کوئی اہمیت حاصل تھی نہ ہی رائے کی قدر کی جاتی تھی۔ اس کی شخصیت کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ عورت کو جائیداد، وراثت میں بھی حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف عورت کو معاشرتی تحفظ دیا بلکہ اس کی زندگی کو بھی بچایا، اس کو قانونی حق بھی دیا اس کی شخصیت کو پوری دنیا کے سامنے واضح کیا۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة انا وهو، وضم اصابعه"[10]

"جس شخص نے بالغ ہونے تک دو لڑکیوں کی تربیت کی تو قیامت کے دن وہ اور میں اس طرح آئیں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملایا"

نبی ﷺ نے خواتین کی معاشرتی حیثیت بتائی کہ وہ بھی ضروری ہے۔ جب اسے زندہ دفن کر دیا جاتا تھا تو اسلام نے بھی بیٹی کی پرورش کرنے والوں کو خوشخبری دی جس نے بچیوں کی پرورش کی اسے پڑھایا لکھایا اس کی ہر طرح کی ذمہ داری لی اللہ اسے اجر دے گا۔ نبی ﷺ کا خواتین کے لیے معاشی مقام وحکمت میں خطاب کے اصول واضح کرتی ہے کہ آپؐ نے بیٹی کی پرورش کرنے پر خوشخبری سنائی۔

مبحث دوم: گھریلوں زندگی کے متعلق نبی ﷺ کا خطاب و مقام اور حکمت

آپ ﷺ نے خواتین کو گھریلو زندگی کے متعلق رہنمائی فرمائی۔گھر کی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھانے کی ترغیب دی۔ آپؐ نے خواتین کو بچوں کی تربیت کرنی شوہر کی اطاعت اور گھر سنبھالنے کے متعلق تعلیم دی۔ نبی کریم ﷺ کی سنت میں خواتین کے ساتھ گھریلو زندگی صرف ذمہ داریاں پوری کرنے کا نام نہیں بلکہ پیار، محبت و خلوص، ادب و احترام کا نام ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

" أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا"[11]

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہترین سلوک کرے، اور میں تم میں سب سے بہتر ہوں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ "

آپؐ کی یہ حکمت تھی کہ مرد صرف کما کر ہی نہ لائے بلکہ عورت کا احساس بھی کرے، جب بیمار ہو جائے اس کی تیمارداری کرے، گھر کے کاموں میں اس کا ہاتھ بٹائے، اس کے ساتھ نرمی کا سلوک کرے، اس سے پیار و شفقت سے پیش آئے۔ آپ ﷺ اہم معاملے میں اپنی ازواج سے مشورہ بھی کیا کرتے تھے۔ یہ سب اصول آپ ﷺ کی نرم مزاجی کو ظاہر کرتا ہے۔

1. **مختلف رشتوں میں عورت کا مقام**

اسلامی تعلیمات نے عورت کو صرف مختلف رشتوں میں ہی استوار نہیں کیا، بلکہ سب سے پہلے اسے ایک انسان تصور کیا۔ اس کی تخلیق کو مرد کی تخلیق کے مساوی قرار دیا۔ عورت انسان ہونے کے ناطے مرد کے برابر ہے تو اسے بھی ایک جیسے ہی حقوق حاصل ہیں، اچھا لباس پہننا، عبادات میں پندگی، روزہ رکھنا، حج کرنا، حج کے واجبات ادا کرنا دونوں مساوی ہیں۔ فطرت نے جسمانی فرق ضرور رکھا ہے، مگر انسانی حیثیت، عقل وشعور، فہم میں بہت فرق رکھا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے:

"يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّ نِسَآءً‌ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَ الۡاَرۡحَامَ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا"[12]

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو وہ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کر کے ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورتیں پھیلا دیئے، اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم آپس میں سوال کرتے ہو، اور رشتے توڑنے سے ڈرو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔"

آپ ﷺ نے اپنی تعلیمات سے واضح فرمایا کہ عورت میں بھی جان ہے اسے بھی اللہ تعالیٰ نے انسانی مخلوق ہی پیدا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے عورت کے زندگی کے ہر رشتے میں عورت کو الگ مقام اور مرتبہ دیا ہے، پھر آپ ﷺ نے اس کے مطابق عورت کو تعلیم بھی دی ہے۔

i. عورت بحیثیت ماں

عورت کو ماں کی حیثیت سے اسلام نے قرآن و سنت دونوں میں بلند تر درجہ دیا ہے۔ عورت کے ماں ہونے کی حیثیت سے قربانیوں کو سراہا ہے۔ جس کی بہترین مثال حضرت حاجرہؑ ہے، اللہ نے ان کا ذکر نہایت عزت کے ساتھ کیا ہے۔ دوسری مثال حضرت مریمؑ ہے جن کو اللہ نے بغیر شوہر کے بیٹے سے نوازا اور ان کے کردار کی تعریف فرمائی۔ اسی طرح اسلام نے ماں کو بلند مقام و مرتبہ دیا ہے۔ قرآن میں عظیم مثالیں پیش کر کے اللہ نے آج کے معاشرے میں رہنے والی ماؤں کے لیے ایک پیغام دیا ہے کہ اللہ قربانیوں کی قدر دانی کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ماں کی قربانیوں کا اور تکالیف کو یاد دلاتے ہوئے فرمایا:

"وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا"[13]

"اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تلقین کی، اس کی ماں نے اسے تکلیف سے اٹھائے رکھا اور اسے تکلیف سے جنا۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ ماں کی قربانیوں کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا کہ اس نے کن تکلیفوں سے گزر کر بچہ کو جنا اور پھر اس کی تربیت و پرورش کی۔ جس میں اس نے اپنا سارا وقت لگا دیا اپنے شوق، اپنا آرام اپنی پسندیدگی سب سرف کر دیا۔ معاویہ بن حیدہ قشیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

"يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبَرُّقَالَ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ الْأَقْرَبَ فَالْأَقْرَبَ "[14]

"اللہ کے رسول ﷺ میں کس کے ساتھ حسنِ سلوک کروں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، پھر اپنے باپ کے ساتھ، پھر جو قریبی رشتہ دار ہوں ان کے ساتھ، پھر جو اس کے بعد قریب

ہوں۔"

حدیث میں نبی ﷺ نے رشتے واضح فرمادیئے ہے کہ احسان کا حق دار کون کون ہے اور کس طرح احسان کیا جائے۔ نبی ﷺ نے سب سے پہلے ماں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور پھر والد کے ساتھ۔ والد بھی حسنِ سلوک میں ماں کے ساتھ اہمیت کا حق دار ہے۔ دونوں کے احسانات کا اولاد کبھی بھی حق ادا نہیں کر سکتی ہے۔

عبد اللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ: أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ ؟ قَالَ: يَلْعَنُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَلْعَنُ أَبَاهُ، وَيَلْعَنُ أُمَّهُ، فَيَلْعَنُ أُمَّهُ"[15]

"بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت بھیجے عرض کیا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت بھیج سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک شخص کسی شخص کے باپ پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ شخص اس کے

باپ پر لعنت بھیجتا ہے یا ایک شخص کسی شخص کی ماں پر لعنت بھیجتا ہے، تو وہ اس کے جواب میں اس کی ماں پر لعنت بھیجتا ہے۔(اس طرح گویا وہ خود ہی اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجتا ہے)۔"

نبی ﷺ کی بیان کردہ حدیث حکمت سے بھرپور ہے کہ صرف اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک ہی کرنے کی تلقین نہیں کی گئ بلکہ دوسروں کے والدین کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ نبی ﷺ کا عورت بحیثیت ماں کے ساتھ تعلق حکمت سے بھرپور ہے۔ نبی ﷺ نے ہر رشتے کے تقدس کا خیال رکھا اور اسے اس کے مطابق مقام اور مرتبہ بھی دیا ہے۔ماں جس قدر بچے کی تکلیفوں کا سامنا کرتی ہے اس کے مطابق نبی ﷺ نے انہیں اہمیت بھی دی ہے۔

اسلامی معاشرے میں ماں کے کردار کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ وہ نہ صرف بچے کو جنتی بلکہ آنے والی تمام نسلِ افزائش کی تربیت کا باعث بنتی ہے، اللہ پاک نے قرآن مجید میں والدین کی رحمت کے لیے دعا بھی سیکھائی ہے

" وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِىْ صَغِيْرًا "[16]

"اور ان کے سامنے عاجزی کے ساتھ شفقت سے جھکے رہو اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔"

اللہ تعالیٰ نے والدین کے لیے قرآن حکیم میں دعا بھی سکھائی ہے، اولاد اپنے والدین کا حق ادا تو نہیں کر سکتی مگر دعا کے ذریعے ان کا احسان مند رہ سکتے ہیں۔ نبوی خطاب عورت کے ساتھ تعلق میں حکمت کو واضح کرتا ہے کہ ان کی عزت کی جائے، ان کے لیے دعائے خیر کیا جائے اپنے والدین کے ساتھ دوسروں کے والدین کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا جائے۔

اشرف علی تھانویؒ سورۃ لقمان آیت 14 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے کہ ان کی اطاعت اور خدمت کرے؛ کیوں کہ انہوں نے اس کے لیے بڑی مشقتیں جھیلی ہیں بالخصوص ماں نے چناں چہ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا؛ کیوں کہ جوں جوں حمل بڑھتا جاتا ہے حاملہ کا ضعف بڑھتا جاتا ہے اور پھر دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے، ان دونوں میں بھی وہ ہر طرح کی خدمت کرتی ہے، اسی طرح اپنی حالت کے موافق باپ بھی مشقت اٹھاتا ہے؛ اس لیے ہم نے اپنے حقوق کے ساتھ ماں باپ کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے؛ چنانچہ یہ ارشاد فرمایا کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کا شکر گزاری کیا کر، حق تعالیٰ کی شکر گزاری تو عبادت و اطعات حقیقہ کے ساتھ ماں باپ کی خدمت حقوق شرعیہ کے ساتھ، کیوں کہ میری طرف سب کو لوٹ کر آنا ہے، اس وقت میں اعمال کی جزاء و سزا دوں اس لیے احکام کی بجا آوری ضروری ہے۔"[17]

ii. عورت بحیثیت بیٹی

قرآن و سنت میں عورت ایک باعزت، باوقار اور رحمت کہہ کر متعارف کروایا گیا ہے۔ جس کا مقام و رتبہ جہالانہ تعصب سے الٹ ہے۔ اسلام سے قبل بیٹی کو عار، معاشی بوجھ سمجھا جاتا تھا۔ یہودیوں کے ہاں جب بیٹی پیدا ہوتی تھی تو وہ غمگین ہو جاتے اور بستی والوں سے شرمندگی کی وجہ سے منہ چھپاتے رہتے۔ قرآن پاک میں بھی ان کے اس رویے کو یوں بیان کیا گیا ہے:

"وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْم يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ-اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ-اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْن"[18]

"جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور غصے سے ابھرتے پھڑتے، اس بشارت کی وجہ سے لوگوں سے چھپتے، اور سوچتے کہ کیا اس ذلت کے ساتھ کیا جائے رکھا جائے یا اسے مٹی میں دبا دیا جائے آگاہ رہو کتنا برا فیصلہ ہے جو یہ کرتے ہیں۔"

اس آیت سے واضح ہے کہ قبل اسلام بیٹی کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ اسے محض گھر کے لیے خرچہ بڑھانے کا سبب اور بوجھ سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے بہت بڑا احسان کیا کہ بیٹی کو عزت دی اسے رحمت کہا۔

iii. عورت بحیثیت بیوی

عورت کو بیوی کی حیثیت سے بھی اہمیت دی گئی ہے۔ نبی ﷺ نے ازدواجی زندگی میں عورت کے مقام، محبت اور مشاورت میں بھی اہمیت دی ہے۔ جب نبی ﷺ کو مسئلہ لاحق ہوتا تو آپ ﷺ اپنی ازواج میں سے کسی ایک سے اس کے بارے میں مشورہ کرتے اور ان کی رائے بھی لیتے تھے۔ جس میں سر فہرست حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما ہے، نبی ﷺ کو جب شریعت ملی تو آپ ﷺ کا آئے دن نئے نئے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا جس سے بعض اوقات آپ ﷺ ہمت ہار جاتے تو آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کو بتاتے تو حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو تسلی دیتیں اور مشورہ بھی دیتیں کہ دین کی اشاعت میں کیا اور کیسے کیا جائے۔

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي بِثَلَاثِ سِنِينَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِيهَا إِلَى خَلَائِلِهَا "[19]

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ میں نے کسی عورت پر اس قدر رشک نہیں کیا جس قدر میں حضرت خدیجہؓ پر رشک کیا اور حضرت خدیجہ میری شادی سے تین سال پہلے ہی وفات پاچکی تھیں کہ جب آپ ﷺ حضرت خدیجہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ کو آپ کے رب نے حکم فرمایا کہ حضرت خدیجہ کو جنت میں خولدار موتیوں سے بنے گھر کی خوشخبری دے دو اور جب بھی بکری ذبح کرتے تھے تو حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو گوشت بھیجا کرتے تھے۔"

نبی ﷺ نے اس حدیث کے ذریعے سبق دیا کہ وفادار عورت ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ یہ تعلیم عورت کے عزت اور قدر کی بنیاد رکھتی ہے۔ حضرت خدیجہؓ کی ذات عورت کے لیے ایمان داری، وفاداری، ایثار اور جذبے کا ایک بہترین نمونہ ہے۔

مبحث سوم: عائلی زندگی کے متعلق نبوی خطاب

جب بھی کسی عورت کو کوئی مسئلہ پیش آتا جس کا حل قرآن و سنت سے نہ ملتا تو عورتیں آپ ﷺ کے پاس کر اپنے مسائل کا حل تلاش کرتیں۔ آپ ﷺ نے گھریلو زندگی میں محبت اور عدل کا درس دیا ہے۔ نبی ﷺ کے دور میں ایک ظہار کا مسئلہ

پیش آیا اور عورت اپنے عائلی زندگی کو بچانے کی خاطر آپ ﷺ سے اس کا حل دریافت کرنے کے لیے آئی۔ جس پر آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور پھر آپ ﷺ نے بتایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا "[20]

"تحقیق اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ ﷺ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑ رہی تھی۔"

اس آیت پر اللہ نے خوب جواب دیا اور عورت کی علمی و فکری نظریے کو بھی اسلام نے صراحا۔ اس آیت سے عورت کی انفرادی اہمیت سامنے آتی ہے کہ اللہ نے عورت کو اہمیت دی اور کے سوال جواب میں قرانی آیت بھی نازل فرمائی۔ قرآن نے عورت کو علم حاصل کرنے کی مکمل آزادی دی ہے۔ آپؐ کی مجلس میں بھی خواتین علم حاصل کرنے کے لیے آتیں۔ صحابیات بھی حدیث و فقہ کے علم میں ماہر تھیں۔ خواتین میں اگر دیکھا جائے تو حضرت عائشہ کا نام اول درجے میں آتا ہے، انہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایات کیں۔ قرآن مجید میں بھی دیکھا جائے تو حضرت مریم علیہ السلام جو کے عبادت گزار خواتین میں شمار ہوتی، سورہ المجادلۃ میں ایک عورت کا ذکر ہے جس نے نبیؐ سے علمی بحث کی۔

1. عورت کو قانونی تحفظ میں نبوی حکمت ومقام

قرآن نے عورت کو ہر طرح کے حقوق دیئے، جس میں نکاح، حق مہر، وراثت، طلاق اور خرید و فروخت جیسے معاملات شامل ہیں۔ اسلام نے عورت کو خود مختار بنایا اور اس کی خود مختاریت کو قبول بھی کیا۔ عورت کے نان نفقے کی ذمہ داری مرد کو دی کہ وہ کما کر لا کر کھلائے۔

عورت پر کسی قسم کی زور زبردستی نہ کرے، اس سے نرمی کا معاملہ کرے۔ نبی ﷺ نے نہ صرف عورت کو معاشرتی احترام اور عزت بخشی ہے بلکہ انہیں قانونی طور پر بھی حق دیا ہے۔ اسلام سے قبل عورت کو میراث میں کسی بھی طرح کا حق حاصل نہ تھا۔ عورت کو نکاح کی اجازت سے محروم رکھا جاتا تھا۔ انہیں نکاح کے وقت ملنے والے مہر سے بھی محروم رکھا گیا۔ آپ ﷺ نے تمام ناانصافیوں کو ختم کیا اور عورت کو تمام قانونی تحفظ فراہم فرمایا:

"وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ" [21]

"اور وہ لوگ جو تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو ان کو چار ماہ دس دن تک اپنے نفسوں کو روکنا ہے، پھر جب وہ اپنی عدت پوری کر لے تو کوئی گناہ نہیں دستور کے مطابق اپنے حق کے لیے کریں اور جو تم کرتے ہو اللہ خبر دار ہے،"

یہ آیت بھی عورت کے حق میں ہے کہ جب اس کا شوہر اس دنیا میں نہ رہے تو اپنی عدت پوری کرنے کے بعد اگر وہ کسی سے حق کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس میں کوئی مزائقہ نہیں وہ نکاح کر کے اپنی زندگی بسر کر سکتی ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا قَالَ نَعَمْ" [22]

"بیوہ عورت اپنے ولی سے زیادہ نفس کی حق دار ہے اور نوجوان کنواری سے اس کے نفس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے۔"

یہ حدیث عورت کو قانونی تحفظ فراہم کرتی ہے کہ جب بھی کنواری یا بیوہ کا نکاح ہو تو سب سے پہلے اس سے اس کی اجازت طلب کرنا ولی پر فرض ہے۔ اگر بیوہ نکاح کے لیے راضی ہے تو اس کی اجازت سے نکاح کیا جا سکتا ہے، یا بیوہ عورت اپنی پسند سے کہیں شادی کرنا چاہتی ہے اسے اس کا بھی اختیار ہے۔ اسی طرح کنواری لڑکی سے بھی اس کی مرضی کے بغیر نکاح نہ کیا جائے اس سے اجازت اور رضامندی پوچھ کر ہی نکاح کیا جائے اور کنواری لڑکی کی خاموشی ہی اس کی رضامندی ہے۔

2. بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک

قرآن مجید میں عورتوں کے مقام اور ان سے حسن سلوک کے بارے میں کئی آیات ربانی موجود ہیں۔ عورت خواہ ماں ہو یا بہن، بیوی ہو یا بیٹی، اسلام نے ان میں سے ہر ایک حقوق و فرائض کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ ایک عورت کو بہت سارے رشتوں میں باندھا۔ پھر رشتوں میں ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک اور محبت کا درس دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیوی کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق فرمایا:

"وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ" [23]

"اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تم میں سے ہی بیویاں بنائیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تمہیں اچھی چیزیں کھانے کو دیں۔"

اس آیت میں اللہ نے عورت کے وجود کی اہمیت بتائی کہ مرد کے لیے بیوی کس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ اس کی نسل کو پڑوان چڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگر اللہ پاک آج عورت نہ بناتا تو یہ معاشرہ ختم کر رہ جاتا۔ مرد اپنی ذات میں تن تنہا زندگی گزار تا۔ اللہ نے وقت کی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے مرد کو عورت سے نوازا ہے۔ جو اس کے گھر اور بچوں کی محافظ ہوتی ہیں۔ نبی ﷺ نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ عورت کو مارنا مکروہ ہے یعنی کہ ناپسند یدہ ہے۔ اگر عورت کسی غلط کام میں ملوث ہو تو بھی حکم دیا گیا ہے کہ اس کو نرمی اور پیار کے ساتھ سمجھاؤ اور مارنے سے گریز کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ"[24]

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے کہ پھر دوسرے ہی دن اس سے ہم بستر ہو گا۔"

نبی کریم ﷺ نے مردوں کو ہدایت دی کہ وہ اپنی بیویوں کو مارے نہ اور نہ ہی غلاموں کی طرح ان کے ساتھ پیش آئے۔ شریعت اسلامی نے دونوں کو یکساں اہمیت دی ہے۔ لیکن ان دونوں کی ذمہ داریاں مختلف ہیں۔ آپ ﷺ نے خواتین کے ہر رشتے میں لحاظ رکھا ہے۔

بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا" [25]

"اور بیویوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے زندگی بسر کرو، اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو عجب کیا ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر بڑی بھلائی رکھ دے۔"

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ بر صغیر کے مشہور مفسر، محدث اور صوفی بزرگ تھے۔ ان کی علمی خدمات میں قرآن، حدیث، فقہ، تصوف اور بے شمار کتابیں شامل ہیں۔ 'بیان القرآن' قرآن مجید کی آسان فہم، سادہ اور علمی کتاب ہے۔ جسے حضرت تھانویؒ نے عام تعلیم یافتہ مسلمانوں کے لیے لکھی ہے تاکہ ہر کوئی قرآن کا مفہوم سمجھ سکے اور اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔ سورۃ النساء آیت 19 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزران کیا کرو یعنی خوش اخلاقی اور نان نفقہ کی خبر گیری اور اگر بمقضائے طبیعت وہ تم کو ناپسند ہوں اور ان کی طرف سے کوئی امر ناپسندیدگی کا موجب واقع نہ ہو تو تم بمقضاء عقل یہ سمجھ کر برداشت کرو کہ ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر

بڑی منفعتِ دنیوی یا اخروی رکھ دے، مثلاً وہ تمہاری خدمت گزار اور آرام رساں اور ہمدرد ہو، یہ دنیا کی منفعت ہے، یا اس سے کوئی اولا د پیدا ہو کر بچپن میں مر جائے اور صالح ہو جو ذخیرہ آخرت ہو جائے، یا اقل درجہ ناپسند چیز پر صبر کرنے کی فضیلت تو ضرور ہی ملے گی۔"[26]

یہ دلائل بیوی کے ساتھ رحمت اور شفقت پر مبنی ہے جو اپنا گھر چھوڑ کر شوہر کے پاس آتی اور اس کی نسل کو پڑوان چڑھاتی ہے۔ نسل میں اگر کوئی مر جائے تو اس پر بھی صبر کرتی ہے اور اگر زندہ ہو تو اسے اپنے اور اپنے شوہر کے لیے صدقہ جاریہ بناتی ہے جو آخرت میں اور مرنے کے بعد ان کے کام آتی ہے اس لیے عورت بحثیت بیوی کے ساتھ نبی ﷺ کی تعلیمات کے مطابق محبت، رحمت، نرم گوئی اور شفقت کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ اسلام نے عورت کو صرف گھر تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ گھر کے باہر حدود میں رہ کر بھی عورت کو کام دیئے تا کہ وہ معاشرے میں بھی اپنے کارنامے سر انجام دے سکے۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات سے واضح علم ہوتا ہے کہ عورت کو گھر تک ہی محدود نہیں رکھا گیا کہ وہ شوہر کی خدمت کرے اور بچوں کی پرورش کرے۔ اس کے برعکس وہ اسلام میں اسے سماجی، معاشی اور دینی خدمات کے ذریعے ایک مکمل امت کی تشکیل میں کردار ادا کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] Al-Anbiyā’, 21:107.
[2]Al-Isrā’, 17:70.
[3]al-Bukhārī, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā‘īl, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-‘Īdayn, Bāb Maw‘iẓat al-Imām al-Nāsā’ī yawm al-Dīn, Ḥadīth no. 978.
[4]al-Naysābūrī, Muslim ibn Ḥajjāj, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Ṣalāt al-‘Īdayn, Ḥadīth no. 2045.
[5] al-Naysābūrī, Muslim ibn Ḥajjāj, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Ṣalāt al-‘Īdayn, Ḥadīth no. 2048.
[6] Al-Baqarah, 2:271.
[7] al-Bukhārī, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā‘īl, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-‘Ilm, Bāb al-Ḥayā’ fī al-‘Ilm, Ḥadīth no. 130.
[8]al-Bukhārī, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā‘īl, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-I‘tiṣām bi al-Kitāb wa al-Sunnah, Bāb Ta‘līm al-Nabī ﷺ ummatahu min al-rijāl wa al-nisā’ mimmā ‘allamahu Allāh laysa bi-ra’y wa lā tamthīl, Ḥadīth no. 7310.

[9]al-Bukhārī, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā‘īl, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Aḥādīth al-Anbiyā’, Ḥadīth no. 3331.
[10]al-Naysābūrī, Muslim ibn Ḥajjāj, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Birr wa al-Ṣilah wa al-Ādāb, Bāb Istihbāb Mujālasat al-Ṣāliḥīn wa Mujānabat Qirna’ al-Sū’, Ḥadīth no. 6695.
[11]al-Tirmidhī, Abū ‘Īsá Muḥammad ibn ‘Īsá, *al-Sunan*, Abwāb al-Riḍā‘ ‘an Rasūl Allāh ﷺ, Bāb Mā Jā’a fī Ḥaqq al-Mar’ah ‘alá Zawjihā, Ḥadīth no. 1162.
[12] Al-Nisā’, 4:1.
[13] Al-Aḥqāf, 46:15.
[14] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath, al-Sunan, Kitāb al-Nawm, Bāb fī Birr al-Wālidayn, Ḥadīth no. 5139.
[15]Abū Dāwūd, al-Sunan, Ḥadīth no. 5141.
[16]Al-Isrā’, 17:24.
[17]Tawqīr ‘Ālam Qāsimī, Muftī, “Maqālāt wa Maḍāmīn: Ḥuqūq wa Mu‘āmalāt, Islām mein Khawātīn ke Ḥuqūq,” *Dār al-‘Ulūm Deoband, al-Hind* (December 2022): 29.
[18]Al-Naḥl, 16:58–59.
[19] al-Naysābūrī, Muslim ibn Ḥajjāj, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb Faḍā’il al-Ṣaḥābah raḍiya Allāhu ta‘ālā ‘anhum, Bāb Faḍā’il Khadījah Umm al-Mu’minīn raḍiya Allāhu ta‘ālā ‘anhā, Ḥadīth no. 6277.
[20]Al-Mujādilah, 58:1.
[21]Al-Baqarah, 2:234.
[22] al-Naysābūrī, Muslim ibn Ḥajjāj, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb Istidhān al-Thayyib fī al-Nikāḥ bi al-Nuṭq wa al-Bikr bi al-Sukūt, Ḥadīth no. 3476.
[23] Al-Naḥl, 16:97.
[24] al-Bukhārī, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā‘īl, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min Umūr Rasūl Allāh ﷺ wa Sunanihi wa Ayyāmihi, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb Mā Yukrah min Ḍarb al-Nisā’, Ḥadīth no. 5204.
[25]Al-Nisā’, 4:19.
[26]Tawqīr ‘Ālam Qāsimī, Muftī, “Maqālāt wa Maḍāmīn: Ḥuqūq wa Mu‘āmalāt, Islām mein Khawātīn ke Ḥuqūq,” *Dār al-‘Ulūm Deoband, al-Hind* (December 2022): 29.